نمبر ۶۹ | ۱۷ شعبان ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ دسمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۵ دسمبر بوقت تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالٰے کے فضل سے اچھی ہے۔

جناب میر محمد اسحاق صاحب اب اچھے ہیں۔ کمزوری ابھی باقی ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

نظارت امور عامہ کی ہدایات کے ماتحت ۲ دسمبر سے قادیان میں ورزش جسمانی کی انسٹرکٹرز کلاس کھولی گئی ہے۔ تاکہ مقامی نوجوانوں کو بطور انسٹرکٹر تیار کیا جائے۔

۴ دسمبر چودھری نواب الدین صاحب دفعدار ڈنگل ضلع سیالکوٹ اور عبد العزیز صاحب جنڈیر ضلع سیالکوٹ کی نعشیں لائی گئیں۔ یہ دونوں صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ تھے۔ کچھ عرصہ ہوا فوت ہو کر اپنے گاؤں میں دفن ہو چکے تھے۔ اب جنازہ پڑھ کر انہیں مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

۵ دسمبر میاں سلطان محمود صاحب کی امرتسر سے نعش آئی جنہوں نے ۴ دسمبر بعمر ۲۰ سال انتقال کیا۔ مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسم اعظم

(فرمودہ ۷ دسمبر ۱۹۰۲ء)

فرمایا: کل تین دفعہ برد اطراف کا دورہ ہوا۔ ضعف شب کے قریب سخت دورہ ہوا۔ کہ اگر وحی الٰہی زندگی کی بشارت نہ دیتی۔ تو میں یقیناً سمجھتا۔ کہ اب آخری وقت ہے۔ اسی حالت میں غنودگی سی آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں ایک کوچہ میں ہوں۔ جو آگے سے بند ہے۔ اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے۔ میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ سامنے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ تین بیل ہیں۔ ایک ان میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا۔ اس کو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر دوسرا اسی طرح حملہ آور ہوا۔ اس کو بھی ہٹا دیا۔ تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا۔ کہ اسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا۔ کہ اب خیر نہیں۔ لیکن جب میرے قریب آیا۔ تو دیوار کے ساتھ لگ کر آرام سے کھڑا ہو گیا۔ اور میں اس کے ساتھ ہو کر نکل کر اس کے پاس سے گذر گیا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلمات مجھ پر القا ہوئے۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ۔ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ (ترجمہ) اے میرے رب۔ ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب میری حفاظت کر۔ اور میری نصرت کر۔ اور مجھ پر رحم کر۔ فرمایا۔ یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے۔ اور میرے دل میں اس وقت یہ بات پڑتی تھی۔ کہ یہی اسم اعظم ہے۔ فرمایا۔ کہ میں اس دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کروں گا۔ آپ بھی پڑھا کریں۔ فرمایا۔ کہ اس میں بڑی بات جو سچی توحید سکھاتی ہے یعنی اللہ جلشانہ کو ہی ضار اور نافع یقین لاتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس میں سکھایا گیا ہے کہ ہر شے تیری خادم ہے۔ یعنی کوئی موذی اور مضر شے تیرے ارادے اور اذن کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتی۔

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹ

لنڈن میں تبلیغ اسلام

تبلیغ عیسائیت کرنیوالے عیسائی طلبأ

۲۴ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو میرا ایک لیکچر Student Christian movement بمقام London کے ہاں مقرر تھا۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنے لیکچر کے متعلق کچھ کہوں۔ اس تحریک کے متعلق کچھ کہنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ اس تحریک کو شروع ہوئے۔ قریباً چالیس برس کا عرصہ ہو گیا ہے۔ بیرونی ممالک میں مبلغ پیدا کرنے کے لئے یہ تحریک طلبہ میں شروع کی گئی تھی۔ اور اسوقت تک اس تحریک کے ذریعہ ۲۲۵۵ طلبہ کو بیرونی ممالک میں مبلغ بنا کر بھیجا جا چکا ہے۔ برطانیہ کے کل طلبہ کی تعداد ۰ ۷ ہزار اندازہ کی گئی ہے۔ اور اس وقت تک کہتے ہیں تمام کالجوں میں ۲۱۵ گروپ اس تحریک کے قائم ہیں۔ علاوہ مبلغ پیدا کرنے کے اس تحریک کی ایک غرض یہ بھی ہے۔ کہ جو طلبہ غیر ممالک سے برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم کے لئے آئے ہیں۔ انہیں بھی تبلیغ کی جائے۔ چنانچہ بیرونی ممالک کے طلبہ کی تعداد ۳۷۶۶ اندازہ کی گئی ہے۔ جن میں سے ۱۹۰۲ تو برٹش امپائر کے ہیں اور باقی دوسرے ممالک کے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہندوستانی طلبہ کی کافی کثرت ہے۔ اس تحریک کے گروپ ان میں خاص طور پر کام کرتے ہیں۔ یہ طلبا عام طور پر براہ راست مذہبی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ سوشل تعلقات کے ذریعہ سے اثر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

عیسائی طلبا کا طریق تبلیغ

یہ تحریک عقائد کی بحث میں کم پڑتی ہے۔ زیادہ زور حضرت مسیح کی ذات پر دیتی ہے۔ یعنی یہ کہ خدا ان کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ اور یہ کہ ہمیں ان کی اتباع کرنی چاہیئے۔ وغیرہ۔ لیکچروں۔ اور لٹریچر کے ذریعہ سے بھی کام کرتے ہیں۔ ۲ ہزار پونڈ سالانہ اس کام پر خرچ کیا جاتا ہے۔

احمدی مبلغ کی عقائد اسلام پر تقریر

مجھے لنڈن کے ایک گروپ کی طرف سے دعوت تھی۔ کہ اسلام پر تقریر کروں۔ اور یہ بتاؤں۔ کہ اسلام کی خصوصیات کیا ہیں۔ چنانچہ میں گیا۔ ۵۰ کے قریب کالجوں کے لڑکے اور لڑکیاں میٹنگ میں شامل ہوئیں۔ محدود تعداد اس لئے رکھی جاتی ہے۔ کہ تبادلہ خیالات اور گفتگو کا موقعہ زیادہ ملے۔ چنانچہ میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی جس میں اسلام کے تمام عقائد بیان کر کے ان کی حقیقت بتائی۔ اور زیادہ زور اس امر پر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاک بندے رسول ہو کر آتے ہیں۔ جو خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔

تبادلہ خیالات

اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تبادلہ خیالات ہوا۔ اور قریباً ہر ایک نے سوال پوچھے۔ جو اسی قسم کے تھے۔ کیا اسلام میں عورت کی حیثیت گھٹیا رکھی گئی ہے۔ کیا خدا Suffer کرتا ہے۔ خدا دو ہونے چاہئیں۔ ایک دنیا کے اندر کام کے لئے۔ ایک باہر رہنے کے لئے۔ دنیا میں انسان کو تکالیف کیوں آتی ہیں۔ نبی کی شناخت کیا ہے۔ مذہب سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر مسیح نبی تھے تو بانی اسلام کی کیا ضرورت تھی۔ بدھ تو خدا کو مانتا ہی نہیں۔ وہ برگزیدہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں نے قرآن پڑھا ہے۔ اچھا نہیں لگتا۔ مذہب کی ضرورت کیا ہے۔ وغیرہ۔ پہلے تو وہ مجھ سے کچھ جھجکتے تھے۔ مگر پھر زیادہ کھل کر باتیں کرنے لگے۔ اور آخر میں تو وہ بالکل مانوس ہو گئے۔

سوشل منایا گیا

نئے لوگوں کو مسجد میں لانے کی غرض سے ۵۔ نومبر کو یہاں ایک سوشل کا انتظام کیا گیا۔ یہاں عام طور پر چرچ والے اور سٹوڈنٹ یونین والے ہر سال ایک۔ دو دفعہ سوشل مناتے ہیں۔ اس میں گانا بجانا اور ناچنا ہوتا ہے۔ کچھ کھیلیں ہوتی ہیں۔ ہم نے ایسا پروگرام تجویز کیا۔ کہ لطیفے۔ کہانیاں اور مزاحی تقریریں مختلف دوست کریں۔ چنانچہ چھوٹے بچوں۔ عورتوں۔ اور مردوں نے خوب لطیفے سنائے۔ چینی لٹریری سوسائٹی کے سکرٹری کو بھی بلایا گیا تھا۔ اس نے بھی حصہ لیا ۸۰ کس سنئے شامل ہوئے۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ بعض نے پھر آنے کا وعدہ کیا۔

لنڈن میں یوم تبلیغ

۲۲۔ اکتوبر یعنی یوم تبلیغ کو تین کس احمدیت میں شامل ہوئے۔ فالحمد للہ۔ ایک صاحب تو جنوبی افریقہ کے ہیں۔ اور دو انگریز میاں بیوی جو تعلیم یافتہ ہیں۔ اور اخبارات میں مضامین بھی لکھتے رہتے ہیں۔ مسز کون نے تو ایک کتاب بھی شائع کی ہوئی ہے جو اس کی نظموں کا مجموعہ ہے۔ عبدالعزیز ابن ابو عزیز دین صاحب کو East End بھیجا۔ جہاں اس نے رات کے دس بجے تک تبلیغ کی۔ ہائڈ پارک میں مولوی محمد یار صاحب عارف نے شام کو جا کر تقریر کی۔ اور بہت لوگوں کو پیغام حق پہونچایا۔ ایک سوڈانی نوجوان جو یہاں تعلیم کے لئے آیا ہوا ہے۔ اسے میں نے دو گھنٹہ احمدیت کے خاص مسائل سمجھائے۔ مکرمی چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنے دوستوں کو خاص طور پر نہ صرف کتب دیں۔ بلکہ زبانی تبلیغ کی۔ عزیزم میاں مظفر احمد صاحب نے بعض تبلیغی خطوط لکھے۔ مسٹر مبارک محمد فیونگ نے ایک انگریز گھرانہ میں جا کر خاص طور پر پیغام حق پہونچایا۔ بعض نے لٹریچر تقسیم کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ایک اور تقریر

۱۵۔ نومبر کو میرا ایک لیکچر Anglo Spanish Society London میں Moslim Spain. پر ہوا۔ ایک سو کے قریب سامعین تھے۔ صدر جلسہ Mr Stephen Gaselee C.B.E تھے۔ جو فارن آفس کے لائبریرین ہیں۔ گو یہ ایک تاریخی مضمون تھا۔ لیکن اس میں اسلامی تعلیم کا ذکر بھی کیا گیا۔

لیکچر کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ اور پھر صدر اور دوسروں نے فرداً فرداً بہت شکریہ ادا کیا۔ اور بعض نے لیکچر کی علمی کامیابی پر مبارکباد دی۔

یورپ اور تعدد ازدواج

کل کے اخبار ٹائمز میں ایک مقدمہ کی روئداد شائع ہوئی ہے جس کی ایک خاص قابل ذکر بات یہ ہے۔ جو میں اس لئے لکھتا ہوں۔ کہ تا معلوم ہو کہ کس طرح آہستہ آہستہ اہل یورپ اسلام کی معقولیت کے قائل ہو رہے ہیں۔ عیسائیت میں تعدد ازدواج کی اجازت نہیں۔ اور اس ملک کے قانون کے مطابق دو نکاح کرنا جرم ہے۔ اس وجہ سے آئے دن ایسے مقدمات ہوتے رہتے ہیں Mr Justice. Mackinon. نے ایک ایسے ہی مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت لکھا ہے۔ کہ جہاں پہلی یا دوسری عورت کو کسی قسم کا نقصان۔ اور تکلیف نہ ہو۔ وہاں خواہ مخواہ ایک اصطلاحی جرم کے لئے لوگوں کو عدالت میں گھسیٹنا مناسب نہیں ہے۔ اور عدالت نے موجودہ مقدمہ کے ملزم کو رہا بھی کر دیا۔ خاکسار عبدالرحیم درد از لنڈن۔ ۱۷۔ نومبر

اعلان ضروری

میری نظر سے آج مورخہ ۱۲/۱۲ کو ایک ٹریکٹ گزرا ہے۔ جس کو میاں عبدالکریم صاحب نائد احمدی شہر پٹھان کوٹ نے شائع کیا ہے۔ اور جس کا عنوان "علمائے سوء کے کارنامے" ہے۔ اس ٹریکٹ کی عبارت دلآزار ہے۔ لہذا اس کی اشاعت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ علاوہ ازیں اخبار الفضل میں متعدد مرتبہ یہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ کوئی احمدی دوست کوئی کتاب یا رسالہ یا ٹریکٹ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف و تصنیف قادیان شائع نہ کرے۔ ورنہ ایسی کتاب یا رسالہ کی اشاعت بند کر دی جائیگی۔ افسوس ہے۔ کہ یہ ٹریکٹ بھی بغیر منظوری صیغہ ہذا کے شائع کیا گیا ہے لہذا اس ٹریکٹ کو ضبط کیا جاتا ہے۔ اور اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جس صاحب کے پاس یہ ٹریکٹ موجود ہو۔ وہ اسے فوراً تلف کر دیں۔ شائع کرنے والے صاحب سے بھی جواب طلب کیا گیا ہے۔ کہ کیوں انہوں نے یہ ٹریکٹ شائع کیا ہے جو علاوہ دل آزار ہونے کے نظارت تالیف و تصنیف کی ہدایات کے بھی خلاف ہے۔ اور انہیں ہدایت دی گئی ہے۔ کہ جس قدر کاپیاں اس ٹریکٹ کی ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ شعبان ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

"آہ نادر شاہ کہاں گیا" کی پیشگوئی

اور

حزب الاحناف کے جلسہ میں دروغگوئی

عظیم الشان نشان

عالم الغیب والشہادۃ خدا نے آج سے اٹھائیس سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک نہایت ہی مختصر الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" نازل کر کے اس میں کابل کے سابق حکمران نادر شاہ کی زندگی کے جن نہایت اہم واقعات اور حالات کو بیان کر دیا تھا۔ وہ آج دنیا کے سامنے اس شرح وبسط کے ساتھ آ گئے ہیں۔ کہ انہیں پیش نظر رکھ کر ہر سعید الفطرت انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کے مامور ومرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ جس طرح گزشتہ زمانوں میں اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام کرتا رہا۔ اور ان پر اس نے غیب کی خبریں ظاہر کیں۔ اسی طرح وہ اب بھی اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا۔ اور آج بھی اسلام کی صداقت کے نشانات ظاہر کر رہا ہے۔

صداقت مسیح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی تشریح وتوضیح میں اس وقت تک جماعت احمدیہ کی طرف سے جو تحریرات شائع ہو چکی ہیں۔ اور خاص کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ مضمون جو ۲۳۔ نومبر کے "الفضل" میں چھپ چکا ہے اور علیحدہ ٹریکٹ کی صورت میں بھی بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔ اس نے ہر اس انسان کے لئے جو خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے۔ اس حقیقت کے سمجھنے میں بے حد آسانی پیدا کر دی ہے۔ کہ وہ خدا جس کا ارشاد ہے۔ کہ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی خدا تعالےٰ اپنے غیب سوائے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنا یہ خالص غیب ظاہر کر کے آپ کی صداقت کو سورج سے زیادہ روشن کر دیا ہے۔ اور اب اس نور سے فائدہ نہ اٹھانا انتہائی محرومی اور بدنصیبی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وہ لوگ جنہیں سعادت اور رشد سے حصہ دیا گیا ہے۔ جن کی روحیں حق اور ہدایت کی پیاسی ہیں۔ جن کے قلوب میں اپنے خالق ومالک کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ ہے۔ وہ ضرور اس عظیم الشان نشان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ انہیں حقیقی بینائی عطا کی جائے گی۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ لیکن افسوس ان لوگوں پر جو نہ صرف خود اس درخشاں نور صداقت کے باوجود راہ ہدایت پانے سے محروم رہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی محروم رکھنے کے لئے بے جا حیلوں۔ اور افسوسناک مکروں سے کام لیں۔

مخالفین حیران وششدر ہو گئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا پورا ہونا نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دینے کے بعد ہم اس بات کے منتظر تھے۔ کہ مخالف حلقوں کی طرف سے اس نشان صداقت پر پردہ ڈالنے اور اس کے اعتراف سے صداقت پسند لوگوں کو باز رکھنے کے لئے وہ کیا بہانے بناتے۔ اور کونسے ڈھکوسلے ایجاد کرتے ہیں۔ لیکن پیشگوئی کے اصل الفاظ اور اس کے پیشکردہ مطالب وحقائق کے خلاف ابھی تک کسی کو ایک لفظ بھی کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ یہ پیشگوئی ایسی وضاحت اور صفائی کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے اشد سے اشد مخالفین بھی اسے دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے ہیں۔ اور وہ اس وقت تک اس کے خلاف کوئی معمولی سے معمولی حیلہ وبہانہ بھی نہیں گھڑ سکے۔ اگر ایسے لوگوں کی طرف سے جن کی قسمت میں ازل سے محرومی لکھی ہے اور جو نہایت بین اور واضح نشان صداقت سے بھی فائدہ اٹھانے کی بجائے اس کا انکار کرنے والے ہیں۔ کسی وقت عذرات لنگ پیش کئے گئے۔ تو انشاء اللہ ان کی نامعقولیت واضح کر دی جائے گی۔

حزب الاحناف کا بے جا الزام

فی الحال اس افسوسناک طریق عمل کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ جو مرکزی انجمن حزب الاحناف کے اجلاس میں اختیار کیا گیا۔ اور جس کی تشہیر اخبار "سیاست" ۲۸۔ نومبر کے پرچہ میں کی گئی ہے جب دوسرے مخالفین جماعت احمدیہ کی طرح "مرکزی انجمن حزب الاحناف" والوں کو اس پیشگوئی کی صداقت کا انکار کرنے اور اس کے کسی پہلو پر کوئی اعتراض کرنے کے لئے کوئی بات نہ سوجھی۔ تو انہوں نے غلط بیانی اور افترا پردازی سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کو مشتعل کر کے پیشگوئی کی صداقت پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے ناقابل بنانے کی کوشش کی۔ اور یہ الزام لگایا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ سابق حکمران کابل نادر شاہ کے حادثہ قتل پر اظہار مسرت کر رہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کی طرف سے لاہور میں ایک اشتہار بہت کثرت سے تقسیم ہو رہا ہے۔ جس میں مرزائے قادیان کی کسی مبینہ پیشگوئی "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کا ذکر کر کے اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی شہادت پر مرزائیوں نے جس وجہ اظہار مسرت کیا ہے۔ کہ اس سے مرزا صاحب کی ایک اور پیشگوئی کی تصدیق ہوتی ہے"

پھر سید حبیب صاحب کے یہ الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ کہ

"احمدی دوستوں کی یہ روش حیرت انگیز، خطرناک ہے۔ کہ غیر مسلم دنیا کے حوادث پر تو وہ ملول ہوتے اور آنسو بہاتے ہیں۔ اور جب مسلمانوں کے گھر صف ماتم بچھتی ہے۔ تو یہ لوگ بغلیں بجاتے۔ اور گھی کے چراغ جلاتے ہیں"

دروغ بے فروغ

یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کے سراسر دروغ بے فروغ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت تو یہی ہے۔ کہ "احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ" کے جس اشتہار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اپنے دعوے کے ثبوت میں اس کا کوئی ایک فقرہ چھوڑ ایک لفظ بھی نہیں پیش کیا گیا۔ یہ کوئی خفیہ اشتہار نہیں بلکہ اس کے متعلق خود حزب الاحناف والوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ "لاہور میں بہت کثرت سے تقسیم ہو رہا ہے" اس صورت میں ان کے لئے اس کا حاصل کر لینا کوئی ناممکن امر نہ تھا۔ وہ یقیناً ان تک پہنچا۔ اور انہوں نے اس کا مطالعہ کیا۔ مگر باوجود اس کے کہ اس کا کوئی فقرہ انہیں قابل اعتراض نظر نہ آیا۔ جسے پیش کرتے۔ انہوں نے یہ افترا پردازی ضروری سمجھی۔ کہ اس میں مرزائیوں نے نادر شاہ کے حادثہ قتل پر اظہار مسرت کیا ہے۔

ہمارا چیلنج

ہم حزب الاحناف والوں کو مع سید حبیب صاحب چیلنج دیتے ہیں۔ کہ جس اشتہار کی بنا پر انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق کابل کے

سابق حکمران نادرشاہ کے حادثہ قتل پر اظہارِ مسرت کا الزام لگایا ہے۔ اس کا کوئی ایک فقرہ ہی اپنے اس الزام کے ثبوت میں پیش کریں۔ وُہ قطعاً ایسا نہیں کرسکتے۔ کیونکہ اس اشتہار میں کوئی ایسی بات آئی ہی نہیں۔ بلکہ شاہ موصُوف کی تعریف کی گئی۔ اور اظہار افسوس کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے:-

"۸۔ نومبر ۱۹۳۳ء کو عین دن کے وقت سینکڑوں آدمیوں کی موجودگی میں افغانستان کا ہر دلعزیز بادشاہ اپنی قوم کا درد رکھنے والا فرمانروا نادرشاہ ایک سفاک عبدالخالق کے ہاتھوں قتل کردیا گیا۔ اور افغانستان نہیں۔ بلکہ تمام عالم اسلامی نے زبانِ حال سے پکارا۔ آہ نادرشاہ کہاں گیا"۔

ان الفاظ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ "اعلیٰحضرت محمد نادرشاہ غازی شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی شہادت پر مرزائیوں نے اظہارِ مسرت کیا ہے"۔ نہایت ہی افسوسناک غلط بیانی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ جس کا ارتکاب محض اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو مشتعل کرکے پیشگوئی کی حقیقت اور اس کی صداقت پر متوجہ ہونے سے روکا جائے۔

حیرت

اس قسم کی غلط بیانی اگر کسی اور کی طرف سے کی جاتی۔ تو بھی افسوسناک ہوتی۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ یہ اخبار "سیاست" کے محرر خصُوصی سید حبیب صاحب سے سرزد ہوئی ہے۔ جن کی خدمت میں "الفضل" باقاعدہ بھیجا جاتا ہے۔ اور وُہ جماعت احمدیہ کے ان جذبات و احساسات سے بآسانی آگاہ ہوسکتے ہیں۔ جو نادرشاہ سابق شاہ کابل کے حادثہ قتل کے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں:۔

حادثہ قتل پر "الفضل" کا اظہارِ افسوس

چنانچہ "الفضل" نے حادثہ قتل کی اطلاع پہونچنے پر سب سے پہلا مضمُون "نادرشاہ والئے کابل کا افسوسناک قتل" کے عنوان سے ۱۴۔ نومبر کے پرچہ میں شائع کیا جس میں لکھا:۔

"ہز میجسٹی نادرشاہ والئے کابل کے قتل کا حادثہ ایسا اندوہناک حادثہ ہے۔ کہ جس کی وجہ سے سرزمین کابل تو اپنی بے نصیبی اور بدقسمتی کا ماتم کرتی ہی رہے گی۔ باقی اسلامی دُنیا میں بھی اسے نہایت ہی رنج اور افسوس کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ شاہ موصُوف نے اس وقت اپنے آپ کو اپنے وطن کی خدمت گزاری کے لئے پیش کیا جبکہ کابل ایک طویل خانہ جنگی کے باعث قریبًا قریبًا تباہ ہوچکا تھا۔ کابل کا حکمران امان اللہ بچہ سقا کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر ملک سے نکل گیا تھا۔ تمام ملک میں بے حد ابتری پھیلی ہُوئی تھی۔ کسی کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ نہ تھی۔ کم از کم اندازہ یہ ہے۔ کہ اس خانہ جنگی میں ایک لاکھ کے قریب افغان موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ غرض افغانستان کے ملک میں سوائے موت۔ اور تباہی کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ کہ نادرشاہ فرانس سے سخت بیماری کی حالت میں اپنے ملک کی طرف لوٹا۔ اور نہایت بے سروسامانی کے ساتھ کابل میں داخل ہُوا۔ تمام ملک نے بے تابی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔ آخر وُہ نہایت دلیرانہ اور بہادرانہ طریق سے افغانستان کو بچہ سقہ۔ اور اس کے ڈاکوؤں سے نجات دلاکر انتظام ملک میں معروف ہوگیا۔ اور چار ساڑھے چار سال کے عرصہ میں اپنی قابلیت دور اندیشی اور حکمرانی کا نہایت ہی قابلِ تعریف ثبوت بہم پہونچایا۔ اگر افغانستان کی خون آشام سرزمین میں احسان مندی اور شکر گزاری کا مادہ ہوتا۔ تو وُہ نادرشاہ کی قدر کرتی۔ اس کی قابلیت سے فائدہ اٹھاتی۔ لیکن حسبِ معمول اس نے اپنے اس محسن کے خون سے بھی اپنی پیاس بجھانی ضروری سمجھی۔ اور کسی ناہنجار نے ۸۔ نومبر ۳ بجے بعد دوپہر نادرشاہ کو قتل کردیا۔ یہ افغانستان کی انتہائی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے"!

ان الفاظ میں نادرشاہ کی تعریف و توصیف کرتے ہُوئے جس طرح غم والم کا اظہار کیا گیا ہے۔ وُہ ظاہر ہے۔ اس کے باوجود جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگانا کہ اس نے حادثہ قتل پر اظہارِ مسرت کیا۔ کتنی بڑی بے انصافی اور کیسی افسوسناک غلط بیانی ہے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے اظہارِ افسوس

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضُور کے فارن سکرٹری جناب مفتی محمد صادق صاحب نے اظہارِ افسوس اور دلی ہمدردی کا تار جلالتمآب محمد ظاہرشاہ حکمران کابل کی خدمت میں بھیجا اور اس میں یہ امید ظاہر کی۔ کہ شاہ معظم اپنے والد ذی شان کے نیک کام کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھیں گے۔ یہ تار ۱۴۔ نومبر کے "الفضل" میں بالفاظہٖ بھی شائع ہوچکا ہے:۔

حکومتِ افغانستان کو ہمدردی کا اعتراف

اس کے جواب میں حکومت افغانستان کی طرف سے حسبِ ذیل جواب موصول ہُوا۔ جو ۲۸۔ نومبر کے "الفضل" میں درج کیا گیا۔ کہ

"ہز میجسٹی شاہ افغانستان آپ کے ان دلی جذبات ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جن کا اظہار آپ نے اپنی طرف سے نیز اپنی جماعت کی طرف سے اعلیٰ حضرت مرحوم کی دردناک وفات پر فرمایا ہے"۔

اس سے ثابت ہے۔ کہ حکومت افغانستان کو بھی اس ہمدردی کا اعتراف ہے۔ جو سابق شاہ کابل کی دردناک وفات کے متعلق جماعت احمدیہ نے ظاہر کی۔ اور موجودہ شاہ کابل نے از راہ شرافت و نوازش اس کے متعلق "تہ دل سے شکریہ" کا اظہار فرمایا۔ لیکن افسوس کہ حزب الاحناف والے اور خاص کر سید حبیب صاحب ان سب باتوں کو نظر انداز کرکے یہ الزام لگارہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اس حادثہ کے متعلق اظہارِ مسرت کررہی ہے:۔

پیشگوئی کا ذکر "اظہارِ مسرت" نہیں

بے شک جماعت احمدیہ نے اس حادثہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وُہ پیشگوئی پیش کی ہے جس میں آج سے اٹھائیس سال قبل اس حادثہ کی اطلاع دی گئی تھی۔ لیکن اس لئے نہیں۔ کہ اس حادثہ کے متعلق مسرت کا اظہار کرے۔ بلکہ اس لئے کہ دُنیا کو اس صداقت کی طرف توجہ دلائے۔ جو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نازل کی۔ اور جس کے ثبوت میں اس کی طرف سے ایسے ایسے عظیم الشان نشانات ظاہر ہوئے ہیں۔ پیشگوئی کی صداقت کو پیش کرنے کا نام "اظہار مسرت" رکھنا حد درجہ کی نادانی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا نہایت پیارا بچہ مبارک احمد جب آپ کی ایک پیشگوئی کے مطابق فوت ہوگیا۔ تو آپ نے اس پیشگوئی کو بڑے زور کے ساتھ اپنی صداقت میں پیش فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ اب بھی اسے آپ کی صداقت کا ایک نشان سمجھتی۔ اور دُنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ کیا کوئی نادان کہہ سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اس طرح مبارک احمد کی وفات پر اظہارِ مسرت کرتی ہے۔ اگر نہیں۔ تو سابق شاہ کابل کے حادثہ قتل کے متعلق پیشگوئی کا پیش کرنا کس طرح اظہارِ مسرت کہلا سکتا ہے:۔

پیشگوئی کے الفاظ

پھر پیشگوئی کے الفاظ بھی ایسے ہیں۔ کہ جن سے "اظہارِ مسرت" نہیں ہوتا۔ چنانچہ حزب الاحناف کے ایک بہت بڑے رکن اور جماعت احمدیہ کے پرانے معاند مولوی کرم دین صاحب بھین کے متعلق "سیاست" ۲۸۔ نومبر نے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے پیشگوئی کے متعلق کہا:۔ "الفاظ ایسے ہیں۔ جو اپنوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ نہ کہ دشمنوں کیلئے"۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ ان الفاظ میں اہل کابل بلکہ اسلامی دُنیا کی ترجمانی کرتے ہُوئے یہ بتایا گیا ہے۔ کہ نادرشاہ ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیں گے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں گھر کرلیں گے۔ اور لوگ ان کی موت پر دل سے حسرت کریں گے۔ اور بزبان حال کہہ اٹھیں گے۔ کہ "آہ نادرشاہ کہاں گیا"!

حزب الاحناف کا معیُوب رویّہ

پس جماعت احمدیہ نے نہ تو نادرشاہ سابق والئے کابل کے حادثہ قتل پر اظہارِ مسرت کیا ہے۔ بلکہ دلی ہمدردی اور افسوس کا اظہار کیا ہے جس کا موجودہ شاہ کابل اور ان کی حکومت کو بھی اعتراف ہے۔ اور نہ پیشگوئی کے الفاظ ایسے ہیں جنہیں اظہار مسرت کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہو۔ پھر اظہار مسرت کا الزام لگانے والوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے کیسا معیُوب رویہ اختیار کیا۔ کیا وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے اس عظیم الشان نشان پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں ظاہر ہُوا۔ اس قسم کی غلط بیانیوں۔ اور افترا پردازیوں سے پردہ ڈال سکتے ہیں۔ اور سعید الفطرت انسانوں کی نظروں سے اوجھل کرسکتے ہیں۔ اوجھل کرنا تو الگ رہا۔ اس طرح وُہ اسے اور زیادہ نمایاں کررہے ہیں۔ جب حقیقت شناس لوگ دیکھینگے۔ کہ ان کے پاس سوائے دروغ اور دھوکہ کے کچھ نہیں۔ تو وُہ زیادہ آسانی کے ساتھ اس نشان کی صداقت معلوم کرسکیں گے:۔

ایک اور غلط بیانی کی تردید

اس موقعہ پر ہم اس غلط بیانی کی بھی تردید کردینا چاہتے ہیں۔ جو حزب الاحناف کے جلسہ میں ہی مولوی کرم دین صاحب نے ان الفاظ میں کی۔ کہ "جنگ یورپ کے زمانہ میں ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے بھائی سید نادرشاہ صاحب

مومن کا مظلوم ہونا اس کے ظالم بلکہ عادل ہونے سے بھی بہتر ہے

جلسہ سالانہ پر خود آؤ۔ اور دوسروں کو ساتھ لاؤ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
آج میرا ارادہ تو یہی تھا۔ کہ

جلسہ سالانہ

کے متعلق دوستوں کو توجہ دلاؤں۔ اور انہیں تحریک کروں۔ کہ اس کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ لیکن رات کو مجھے ایک ایسی اطلاع ملی جس کی وجہ سے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اگر جلسہ کے لئے خطبہ کو ملتوی نہ کروں۔ تو کم سے کم اس معاملہ کو بھی اس میں شامل کروں کئی لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر بھی کیا کرتے تھے۔ اور مجھ پر بھی۔ کہ بعض اوقات

بغیر تحقیق کے بات

بیان کر دی جاتی ہے۔ اور بغیر اس کے کہ دوسرے فریق کے بیانات کو سنا جائے۔ اس کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر تو بات اسی طرح ہو جس طرح معترض سمجھتے ہیں۔ تو بے شک یہ قابل اعتراض امر ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ نہ تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا منشاء سمجھتے تھے۔ اور نہ ہی میرے طریق کو سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات ایسے امور جن کا تعلق

قومی تربیت یا جماعتی عزت

کے ساتھ بہت ہی گہرا ہوتا ہے۔ ان کے متعلق بغیر اس کے کہ انہیں صحیح تسلیم کیا جائے۔ اور بغیر اس کے کہ ان کے متعلق قضائی فیصلہ صادر کیا جائے۔ ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اظہار خیال کر دیا جائے۔ اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے۔ کہ ہم اس واقعہ کو اسی طرح سمجھتے ہیں جس طرح وہ پیش کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرض کر کے کہ اگر ایسا ہو۔ یا یہ کہ ممکن ہے۔ ایسا ہو سکے۔ یا انسانی کمزوریاں جماعت کے کسی فرد کو اس کی طرف مائل کر دیں۔ اس سے قبل ہی وقت

جماعت کو بیدار

کرنے کے لئے اظہار خیال کر دیا جاتا ہے۔ یہ اظہار خیال تسلیم کر کے نہیں ہوتا۔ کہ یہ واقعہ صحیح ہے بلکہ اس لئے کہ جماعت کے کمزور لوگوں سے ایسے واقعات صادر ہو سکتے ہیں۔ اور یہ واقعہ ایک تحریک ہے جس سے اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ جماعت کو بیدار کر دیا جائے۔ پس اس تمہید کے ساتھ

کمزور طبائع کے شکوک

کو دور کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ کہا جاتا ہے۔ احرار کے ساتھ تعلق رکھنے والے جو لوگ یہاں ہیں۔ ان میں سے کسی کو کسی احمدی نے مارا ہے۔ میں نے اس کے متعلق واقعات معلوم نہیں کئے۔ اور نہ گواہیاں لی ہیں۔ اور نہ ان حالات میں کہ ان لوگوں نے ہماری قضاء سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ مجھے گواہیاں لینے کی ضرورت ہے۔ پس نہ تو ماضی میرے علم کا ذریعہ ہے۔ اور نہ مستقبل میں اس واقعہ کے متعلق میرے علم کا کوئی امکان ہے۔ مگر

جماعت کی اصلاح

اور اس کے اخلاق اور تربیت کی صحیح راہ نمائی کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو اپنے خیالات سے آگاہ کر دوں۔ میں نے متواتر یہ بات بیان کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اپنی ذمہ واریوں کے لحاظ سے اگر اسے پہلے کئی سو بار بھی بیان کر چکا ہوں۔ تو بھی مجھے بیان کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ

روحانی سلسلوں کی بنیاد

الٰہی افعال پر ہوتی ہے۔ ان سے پہلے بھی دنیا میں حکومتیں ہوتی ہیں۔ بادشاہتیں ہوتی ہیں۔ منصف بھی اور ظالم بھی۔ ان سے پہلے بھی جتھے ہوتے ہیں۔ منصف بھی۔ اور ظالم بھی۔ کمیٹیاں اور نظام ہوتے ہیں۔ جن میں منصف بھی ہوتے ہیں۔ اور ظالم بھی لیکن باوجود اس کے کہ دنیا میں اچھے بھی اور برے بھی۔ دونوں قسم کے نظام موجود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو

نیا نظام قائم

کرنے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ یہی کہ اچھے نظاموں کی بنیاد انصاف پر ہوتی ہے۔ اور بروں کی ظلم پر۔ آسمانی بادشاہت ظلم کی برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر وہ انصاف سے بھی تسلی نہیں پا سکتی۔ دنیا کے لوگوں میں سے۔ اچھے انصاف کو دیکھ کر اور برے ظلم کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن

آسمان کے فرشتے

پھر بھی روتے ہیں۔ کیونکہ وہ

روحانیت کی بادشاہت

دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ایسا نظام دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس کی بنیاد رحم پر ہو۔ نوشیرواں کو بہترین عادل بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔ بلکہ اس بات پر فخر کیا ہے۔ کہ آپ اس کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ لیکن اگر عدل و انصاف ہی کافی ہوتا۔ تو ایسی عادلانہ حکومت کے بعد اللہ تعالیٰ کو رسول کریم کے ذریعہ ایک نیا نظام قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اسی اور اسلام کی حکومت ایک سی تھی۔ اور اسلام نے حکومت کے لحاظ سے دنیا میں اگر اس سے زائد کوئی نئی چیز پیش نہیں کی۔ عدل کے لحاظ سے کوئی چیز کسی فوقیت نہ تھی۔ مگر

آسمانی بادشاہت

عدل پر خوش نہیں ہو سکتی۔ عدل کا دائرہ اخلاق پر ختم ہو جاتا ہے اور اخلاق کا دائرہ عدل سے اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ لیکن روحانیت ایک ایسی چیز ہے۔ کہ نہ عدل اس کی تسلی کر سکتا ہے۔ اور نہ روحانیت اس سے تسلی پا سکتی ہے۔

روحانیت کی بنیاد قربانی پر

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ جس چیز پر عیسائی خوش ہوتے ہیں۔ وہ تو حقیقت میں کوئی بڑی چیز نہیں۔ عدل تو صرف انسانی عقل کی ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ انسان محض اس ڈر سے کہ فساد نہ پیدا ہو۔ دوسرے کا حق نہیں دباتا۔ اور اس کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرتا ہے۔ اس کے لئے

آسمانی راہ نمائی

کی کوئی ضرورت نہیں۔ آسمانی راہ نمائی کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں انسان کہے۔ کہ میں نے جو کچھ کرنا تھا۔ کر لیا۔ اس سے آگے میری عقل نہیں چل سکتی۔ تب آسمان سے اسے ایک نیا راستہ بتایا جاتا ہے۔ یہی ضرورت ہے آسمانی بادشاہت کی۔ خدا تعالیٰ کے مرسلین کی اور اس کی کتابوں کی۔ ہم اگر یہ تسلیم کر لیں۔ کہ وہ بھی عقل کی حد تک

اگر ختم ہو جاتی ہیں۔ تو پھر ان کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی عقل کہتی ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ نیکی کرے۔ تو اس کے ساتھ تم بھی نیک سلوک کرو۔ اور اگر کوئی ظلم یا شرارت کرے۔ تو اسے اتنی سزا تم بھی دے دو۔ اگر کسی نے تمہاری حق تلفی نہیں کی۔ تو تم بھی اس کا حق نہ مارو۔ لیکن یہ نہیں کہتی۔ کہ اگر کوئی تم پر ظلم کرتا ہے۔ تو اسے معاف کر دو۔ خواہ کوئی تمہارا بدخواہ ہو۔ اس سے نیک سلوک کرو۔ دوسروں پر احسان کرو۔ اور

حقیقی احسان

یہی ہے۔ کہ احسان کرنے والے کو بظاہر کوئی امید نہیں ہوتی۔ کہ اس کے بدلہ میں اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ مگر یہ ایک ایسی خوبی ہے۔ جسے آسمانی بادشاہت ہی ظاہر کر سکتی ہے۔ انسانی عقل اس سے معذور ہے۔ جب انسان کہتا ہے۔ کہ میں ایسا کیوں کروں۔ تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ بے شک تم عقل سے اس فعل کی حکمت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر اس کا نتیجہ تمہیں میری طرف سے ملے گا؛

پس جو

روحانی جماعتیں

ہوتی ہیں۔ وہ اس لئے قائم کی جاتی ہیں۔ کہ

اخلاق کے ایسے نمونے

قائم کریں۔ جو آسمان چاہتا ہے۔ وہ نہیں جو فلاسفر بتاتے ہیں جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے یہ کہا۔ کہ ظلم مت کرو۔ تو اس تعلیم میں آپ منفرد نہ تھے حتیٰ کہ تمام انبیاء اس میں منفرد نہیں ہیں۔ یونان۔ عرب۔ یورپ۔ ہندوستان۔ مصر ہر جگہ اور ہر ملک کے فلاسفر یہی کہتے آئے ہیں۔ لیکن جس مقام سے دونوں جدا ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ جہاں بظاہر تم اپنی تباہی سمجھتے ہو۔ وہاں بھی خاموش رہو۔ اور یہ وہ بات ہے۔ جو فلاسفر نہیں کہے۔ فلاسفر تو عقل سے آگے کوئی چیز مانتا ہی نہیں۔ اس لئے یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کا

اللہ تعالےٰ پر ایمان

ہو۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے لئے مذہب قائم کیا جاتا ہے۔ اور اسے قائم کر کے ہی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنا مقصد پورا کر دیا

محض چندے دینے سے

ہمارا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ چندے دینے میں دوسرے لوگ ہم سے بہت زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت میں کتنے لوگ ہیں جنہوں نے دین کے لئے اپنی جائدادیں وقف کی ہوں۔ لیکن یورپ میں لاکھوں اوقاف ہیں۔ کئی بار ہم نے اخباروں میں پڑھا ہے۔ کوئی شخص فوت ہوتا ہے۔ تو اس کا ترکہ ۲۰۔۳۰ لاکھ ہوتا ہے۔ مگر اپنی زندگی میں اس نے جو خیرات کی۔ اس کی میزان

۳۰۔۴۰ کروڑ

تک پہنچتی ہے۔ پس مالی قربانی ایسی چیز ہے۔ کہ لوگ مذہب سے باہر بھی کرتے آئے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ میں چیز سے وہ لوگ خالی ہیں۔ وہ

ایسی قربانی

ہے جس کا نتیجہ دنیا میں کوئی نہیں نظر آتا۔ جس میں بظاہر تباہی نظر آتی ہے۔ مگر مومن سمجھتا ہے۔ کہ گو دنیا میں وہ ایک بظاہر بے فائدہ فعل کر رہا ہے۔ لیکن ایک آسمانی بادشاہت ہے۔ جو اس کا نتیجہ پیدا کرے گی۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے قائم کرنے کے لئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں۔ اس کی بجائے ہم اگر سطحی باتوں کو دیکھیں۔ تو خدا کو خوش نہیں کر سکتے اسی لئے میں نے بارہا نصیحت کی ہے۔ کہ

مومن کا مظلوم ہونا

اس کے ظالم بلکہ عادل ہونے سے بھی بہتر ہے۔ اس لئے قطع نظر اس سے کہ یہ واقعہ کیا ہے۔ اور محض یہ فرض کرتے ہوئے کہ ہمارے کسی آدمی کی غلطی ہوگی۔ ہنا اعلے افسروں کو کہ وہ

جماعت کی تربیت کے ذمہ وار

ہیں۔ اور مقامی ینگ بتر ایسوسی ایشن کو کہ اس نے اپنی خوشی سے اس کے لئے تحادث شروع کیا ہے۔ اور طوعاً ایک فرض اپنے ذمہ لیا ہے۔ توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

مذہبی اور اخلاقی حفاظت

جسمانی حفاظت سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات زندگی کو دیکھو۔ ان کا مطالعہ کر کے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ

سب سے زیادہ اثر

ان ایام کے واقعات کا ہے جب آپ تکالیف اٹھا رہے تھے۔ آپ کی مکی زندگی پر دشمن بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ مگر مدنی زندگی پر کہ جب کچھ شان و شوکت اور طاقت آگئی تھی۔ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ بھی ویسی ہی پاک ہے۔ جیسے کی زندگی مگر اس کے دیکھنے کے لئے

ایمان کی آنکھ

ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو یہی تعلیم دی ہے۔ کہ وہ ہر حال میں صبر سے کام لے۔ یہ کہہ دینا کافی نہیں۔ کہ دوسرے نے اشتعال دلایا۔ اور ابتداء کی۔ چاہیئے۔ کہ

ہمارے اعمال

ایسے پاک ہوں۔ کہ سوائے اس کے کہ دشمن سراسر جھوٹ بولے اسے اعتراض یا حرف گیری کا کوئی بہانہ نہ ملے۔ بعض لوگ فریب سے جھوٹ بنا لیتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ اور اس کا کسی کے پاس کوئی علاج نہیں۔ لیکن ہماری طرف سے کوئی ادنےٰ موقعہ بھی دوسروں کے لئے اعتراض کا نہیں ہونا چاہیئے۔ ہاں جب

حقیقی نقصان

ہو رہا ہو تو اتنا صبر مومن سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی عزت مال اولاد دوست رشتہ دار۔ وطن۔ غرضیکہ کسی چیز کی پرواہ نہ کرے بلکہ صرف یہ مدنظر رکھے۔ کہ یا تو اس دنیا میں اللہ تعالےٰ اسے فتح دے یا پھر اخروی زندگی میں۔ غرض

شکست کا نام

تک بھی ہم نہ سنیں۔ لیکن عارضی چیزوں کو انسان کو خواہ مخواہ ایسے مقام پر کھڑا نہیں کرنا چاہیئے جو اعتراض کا موجب ہوں۔ میرے نزدیک یہ نہایت ہی ذلیل سی بات ہے کہ کوئی دشمن اگر یہاں آتا ہے۔ تو بعض لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ کہ کوئی شرارت نہ پیدا کرے۔ مگر وہ کیوں کوشش نہیں کرتے۔ کہ وہ بھی احمدی ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام

اسد اللہ

رکھا گیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ شیر کا بچہ شیر ہی ہوا کرتا ہے۔ گیدڑ نہیں۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جب آپکو اسد اللہ کہا گیا۔ تو یہ نہیں۔ کہ آپ کو نعوذ باللہ کوئی پنجے دیئے گئے تھے۔ بلکہ آپ بھی پیر سے دشمنوں کو مغلوب کرتے تھے۔ وہ دلائل تھے گویا آپ

دلائل کے شیر

تھے۔ اگر کوئی تمہاری کچھار میں آتا ہے۔ تو کیوں اسے دلائل سے قائل نہیں کر لیتے۔ کیا کوئی

شیر کے غار میں

جا کر بچ سکتا ہے۔ پس جس قسم کے تم شیر ہو۔ اور جو ہتھیار تمہیں دیئے گئے ہیں۔ ان کا شکار یہاں آنے والے دشمن کو بناؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہتھیار کیا تھے۔ آپ

دلائل اور دعاؤں کے شیر

تھے۔ اور آپ انہی چیزوں سے حملے کرتے تھے۔ اور تم میں سے ہر ایک جو پیدائشی احمدی نہیں۔ وہ پہلے ان ہی حملوں کا شکار ہوا تھا حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو آتا ہے۔ کہ آپ مردے زندہ کرتے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ وہ بھی اس قسم کے شیر تھے پہلے وہ مارتے تھے۔ اور پھر زندہ کرتے تھے۔ یعنی نئی زندگی عطا کرتے تھے پس گھبرانے کی کیا بات ہے۔ وہ خدا جس نے ۲۵ سال قبل

افغانستان میں انقلاب

کی خبر دی تھی۔ جس نے بتایا تھا۔ کہ وہاں ہمارے بھائی اس طرح مارے جائیں گے۔ اور پھر اس سلسلہ کا انجام بھی بتا دیا تھا۔ وہ اب بھی موجود ہے۔ افغانستان کے متعلق بتائے ہوئے واقعات کے پورے کرنے میں کیا تمہارا کوئی دخل ہے۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے اس کے لئے کوئی کام کیا ہو۔ امان اللہ خاں کو تباہ کرنے میں مدد دی۔ یا نادر شاہ کی مدد کی۔ یا اس مصیبت کو وارد کیا۔ جس کی ظلم کے نتیجہ میں پیدا ہونے کی خبر پیش از وقت دی گئی تھی۔ پس سوچو۔ کہ جس خدا

نے افغانستان کے تخت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق الٹ دیا۔ کیا تم سمجھتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تخت گاہ

کا وہ خدا نہیں۔ کہ یہاں احراری آئیں۔ اور تمہارے اندر کسی قسم کی گھبراہٹ پیدا ہو۔ یاد رکھو احراری تو کیا خواہ دنیا کے بادشاہ بھی خوانخواستہ ارادوں سے یہاں آئیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ یہ ممکن ہے وہ ہم کو مار سکیں گے۔ مگر وہ خود بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ پھر کوئی اور قوم پیدا ہوگی۔ جس کے ہاتھ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جھنڈا

ہوگا۔ وہ ہمیں مار سکتے ہیں۔ مگر اس جھنڈے کو نیچے نہیں کر سکتے۔ احراریوں کی تو کیا حیثیت ہے

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا

خواہ سب دنیا کے بادشاہ کھڑے ہو جائیں۔ تب بھی وہ اس جھنڈے کو نہیں جھکا سکتے۔ پس تم اپنے کسی دشمن سے مت گھبراؤ۔ کیونکہ تمہارے پاس وہ طاقت ہے جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

بلی اور چوہا

کا باہم کتنا بیر ہے۔ مگر وہ بھی اس کے متعلق وسعت قلبی سے کام لیتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے۔ کہ میرے پنجے کی مار ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں وہ طاقت نہیں۔ جو دعاؤں میں ہے۔ اور اگر تم دعاؤں سے کام لو۔ تو ہاتھوں کی طاقت کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ ہاں اگر خدا کا یہی منشاء ہو لیکن اس صورت میں الامام جنة یقاتل من ورائه پر عمل ہوگا

پس

جماعت کے ذمہ وار لوگوں کا فرض

ہے کہ جماعت کی اخلاقی حالت کا خیال رکھیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں۔ کہ کوئی نوجوان تھا۔ جس کی طرف فلاں غلطی منسوب کی گئی۔ نوجوانوں کے بھی ہم ذمہ وار ہیں۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ پس اگر ہم میں سے کوئی قابل اعتراض حرکت کرے خواہ لاعلمی سے ہی کرے۔ تو بھی ہم اس کی ندامت سے نہیں بچ سکتے کیونکہ یہ ہماری

ماضی کی کوتاہی

کا نتیجہ ہوگا۔ پس میں

صدر انجمن احمدیہ لوکل کمیٹی اور ینگ مینز ایسوسی ایشن

کو ان کی ذمہ واری کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جماعت کو روحانی اور اخلاقی طریق پر چلانا ان کے ذمہ ہے۔ ہمارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے ایسی چیز دی ہے۔ کہ گویا پرانے زمانہ کی کہانیوں میں بیان کردہ واقعات کو سچ کر دکھایا ہے۔ اور وہ آج ہمارے لئے صداقتیں ہیں۔ کہانیوں میں آتا ہے۔ کہ کوئی دیو کسی پر مہربان ہوگیا۔ اور اسے اپنے بال دیکر کہا۔ کہ اگر تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو۔ تو انہیں گرمی پہنچانا ہم آجائینگے

لیکن یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ دیو بھی جھوٹ بال بھی جھوٹ اور اس کا آنا بھی جھوٹ تھا۔ لیکن کیا اس ہستی کے آموجود ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ جس نے خود بتایا ہے۔ کہ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیؤمنوبی لعلھم یرشدون

ایک طاقتور ہستی

ایسی ہے۔ کہ اس سے صرف سوال کی ضرورت ہے۔ صرف یہ کہنے کی دیر ہے۔ کہ

حضور آجایئے

اور وہ کہتا ہے۔ میں آجاتا ہوں۔ پس اگر کوئی ایسی مشکل ہو جسے ہم اخلاقی اور قانونی طور پر دور نہیں کر سکتے۔ تو خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو۔

حضرت نظام الدین اولیاء

کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ان کے زمانہ کا ایک بادشاہ ان کا مخالف ہوگیا۔ وہ کسی کام کے لئے باہر جا رہا تھا۔ اس لئے اس نے کہا ہم واپس آکر سزا دیں گے۔ جب اس کی واپسی شروع ہوئی۔ تو آپ کے عقیدتمندوں میں گھبراہٹ پیدا ہونے لگی۔ اور انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ حضور امراء وغیرہ سے سفارش کرائیں۔ تا بادشاہ کا عتاب دور ہو۔ مگر آپ ہر بار یہی کہتے۔ کہ خیر دیکھا جائے گا۔

ہنوز دلی دور است

حتیٰ کہ بادشاہ شہر کے پاس پہنچ گیا۔ اور اسلامی بادشاہوں کے طریق کے مطابق شہر سے باہر رات رہا۔ صبح شہر میں داخل ہونے والا تھا۔ رات کو بھی آپ کے مریدوں نے کہا۔ کہ کچھ انتظام کیجئے۔ مگر پھر بھی آپ نے یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دلی دور است۔ جب صبح ہوئی۔ تو بجائے بادشاہ کے شہر میں ورود کے

اس کی موت کی خبر

پہنچی۔ ہم جس خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ عجیب طاقتوں کا مالک ہے۔ مجھے تو شرم آتی ہے۔ کہ ایسے لوگوں کے متعلق میں کیا خطبہ پڑھوں

ان کی ہستی ہی کیا ہے

کہ ان کا ذکر کیا جائے۔ اگر ہمارا خدا سے تعلق ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پس اس کو محفوظ رکھو۔ اور پھر تمہاری سوئی بھی ضائع نہیں ہوسکتی۔ چہ جائیکہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکے۔ کیونکہ سوئی بلکہ بوٹ کا تسمہ بھی "سب کچھ" میں شامل ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ تقوےٰ کو قائم کرو۔ میں ہر ذمہ وار طبقہ کو خواہ وہ صدر انجمن احمدیہ ہو۔ یا لوکل کمیٹی و ینگ مینز ایسوسی ایشن۔

نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ ہمارے افعال کی بنیاد تقوےٰ پر ہونی چاہیئے چھوٹوں کی غلطی کی وجہ سے بڑوں کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ اگر وہ کہیں۔ کہ ہمیں علم نہیں۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اپنے افراد پر ذمہ وار لوگوں کا اقتدار نہیں۔ اگر علم ہو۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ خود بھی شامل ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی تیز طبیعت کے لوگ ہوتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید فتح مکہ کے وقت نومسلم اور پرجوشیلی طبیعت رکھتے تھے۔ آپ نے مکہ میں تلوار چلائی۔ آج تک لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اشارہ سے ہی ایسا کیا گیا ہوگا

تیرہ سو سال تک

اولیاء اللہ اس اعتراض کے دفعیہ میں لگے رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کے جواب میں وقت صرف کیا ہے۔ حالانکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کا علم تک نہ تھا۔

ایک جوشیلے نومسلم

نے ایک حرکت کی جس کا جواب تیرہ سو سال سے دیا جا رہا ہے لیکن ان باتوں سے پہلے لوگ گزر چکے ہیں۔ اور جن الزامات کو دور کرنے کے لئے ایک لمبا وقت صرف کیا جا چکا ہے۔ تو کیا ہی عجیب بات ہوگی۔ کہ جب لوگ ان باتوں کو چھوڑ دیں۔ اور جب ثابت ہو جائے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایسی باتوں سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ آپ اس بات پر ناراض ہوئے تھے۔ تو نیا جھگڑا شروع ہو جائے کہ اب تم کیوں ایسا کرتے ہو۔ اور پھر ہماری اولادوں کو ہم پر سے یہ اعتراض دور کرنے کے لئے وقت خرچ کرنا پڑے۔ اور جب ہم پر سے یہ دور ہو جائے۔ تو آئندہ آنے والے مامور کی جماعت پر یہ ہونے لگ جائے۔ اور پھر ان کی اولادیں ان پر سے دور کرنے میں لگی رہیں اس لئے جوشیلے نوجوانوں کا قابو میں رکھنا بھی فرض ہے۔ جھوٹ تو سب کے متعلق بولا جا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مظلومیت

کو بھی متعصب لوگوں نے ظلم قرار دے دیا ہے

غرض اگر کوئی جھوٹ پر کمر باندھ لیتا ہے۔ تو اس کا کوئی علاج کسی کے پاس نہیں۔ مگر اپنی طرف سے۔ ایسا موقعہ نہیں دینا چاہیئے کہ

ہمارا کیس مشتبہ ہو

اور بہترین چیز تو یہ ہے۔ کہ تم اس چیز کو رہنے ہی کیوں دیتے ہو جس سے اعتراضات پیدا ہوں۔ کیوں معترضین کو بھی اپنے ساتھ مصالحت میں شامل نہیں کر لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بعد ہم نے دیکھتے

نشانات

آپ کی صداقت کے دیکھے ہیں جنگ عظیم انقلاب روس - انقلاب افغانستان

تائی صاحبہ کا احمدیت میں داخل ہونا۔ ہمارے بڑے بھائی کا احمدی ہونا۔ اور اس طرح تین کا چار کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بعد تو آپ کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے یہ الہام اسی رنگ میں پورا ہو سکتا تھا۔ غرض استنے نشانات ہیں۔ کہ ایک سنٹ کے لئے بھی اس میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ

یہ سلسلہ بندوں کا محتاج نہیں

اور ان میں سے بھی نوجوانوں اور پھر ان میں سے نفس پر قابو نہ رکھ سکنے والے نوجوانوں کا۔ یہ

خدا کا کام

ہے۔ پس اس طریق سے چلو۔ جو اس نے بتایا ہے۔ یعنی واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔

صبر سے ظلم کو برداشت کرو

اور دعاؤں میں لگے رہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے۔ لا نبقی لک من المخزیات ذکرا یعنی تجھے ذلیل کرنے والی چیزیں ہم باقی نہیں رہنے دیں گے۔ اور جب اس قدر الہامات کا پورا ہونا ہم دیکھ چکے ہیں۔ تو اس کی صداقت میں کس طرح شبہ کر سکتے ہیں۔ اگر

احرار کی کارروائیاں

آپ کی سبکی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ تو یہ یقینی امر ہے۔ کہ وہ باقی نہیں رہ سکتے۔ خواہ تباہ ہو جائیں۔ اور خواہ اندھی ہو جائیں۔ پس یہ بات تو ہو کر رہے گی۔ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بدنامی کا موجب بنے ہیں۔ وہ یقیناً تباہ ہو جائیں گے۔ خواہ آسمانی حملوں سے ہوں۔ خواہ زمینی حملوں سے

دنیا کے بادشاہ مل کر بھی

ان کی عزت قائم نہیں کر سکتے۔ اس لئے گھبراہٹ کا طریق اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کوشش کرو۔ کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تلوار سے مارے جانے کی بجائے اس کے رحم کے مستحق بنیں۔

صلح حدیبیہ

کے موقعہ پر ایک عرب سردار جو بہت محسن آدمی تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کو ہاتھ میں لیکر شفقانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ کہ دیکھو بچہ۔ اس پر ایک صحابی نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ کہ پیچھے ہٹاؤ۔ اس نے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا تمہیں یاد ہے۔ تم فلاں وقت میں مصیبت میں تھے۔ اور میں نے تم پر احسان کیا تھا۔ اس پر وہ صحابی پیچھے ہٹے اور صحابہ کا جو اس وقت موجود تھے۔ بیان ہے کہ ہم سب نے محسوس کیا۔ کہ ہم سب اس کے زیر احسان ہیں۔ اس پر اس نے پھر ہاتھ بڑھایا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے اسے ہٹایا۔ اس نے آپ کی طرف دیکھا۔ اور کہا ہاں تم پر میرا کوئی احسان نہیں حضرت ابو بکرؓ جانتے تھے۔ کہ باقی سب اس کے احسان کے نیچے ہیں اس لئے کوئی اسے نہیں روک سکیگا۔ تو جب

کافر کے احسان

سے آنکھ اوپر نہیں اٹھ سکتی۔ تو خدا کے احسان کے بعد انسان کس طرح سرکشی کر سکتا ہے۔ پس کوشش کرو۔ ان لوگوں کو زیر احسان بناؤ۔ انہیں اپنے

دلائل کا شکار

کرو۔ اور کسی قسم کی گھبراہٹ کا اظہار نہ کرو۔ کیونکہ

فتح بہرحال ہمارے لئے مقدر ہے

دوسری چیز

جلسہ سالانہ

ہے۔ اس کے متعلق اختصار کے ساتھ یہ کہہ دیتا ہوں۔ کہ جلسہ کی تاریخیں قریب آ رہی ہیں۔ اس کے لئے اول

چندہ کی ضرورت

ہوتی ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ اس سال چندہ کی رفتار سست ہے۔ شاید دوستوں کو عادت ہو گئی ہے۔ کہ میری طرف سے تحریک ہونے پر وہ زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ مگر اس سال میں نے تحریک نہیں کی۔ کیونکہ میں اس عادت کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے جس ہفتہ کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ گذشتہ سال کے اسی ہفتہ میں چندہ اس سال کی نسبت ڈیوڑھا آ چکا تھا۔ گذشتہ سال اس ہفتہ میں بارہ ہزار آیا تھا۔ مگر اس سال اس ہفتہ میں آٹھ ہزار آیا ہے۔ حالانکہ اس سال جس طرح بجٹ بنایا گیا تھا۔ یعنی نادہندوں کی نگرانی اور سست لوگوں سے بھی وصولی کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے گذشتہ سالوں کی نسبت آمد زیادہ ہونی چاہئیے تھی۔ بہرحال یہ کام ہو رہا ہے۔ اور تحریک جاری ہے۔ اور

قادیان والوں نے

بھی امید ہے اس میں حصہ لیا ہوگا۔ میرے پاس جو رپورٹ آئی ہے۔ اس میں یہاں کی جماعت کا نام ان جماعتوں میں تھا جو کام کر رہی ہیں۔ پس

جلسہ کے لئے مالی قربانی

بھی ضروری ہے۔ لیکن قادیان والوں کے لئے اس کے علاوہ جسمانی قربانی بھی ہے۔ یعنی انہیں کام کرنا چاہئیے۔ اور مکانات دینے چاہئیں۔ مکانوں کے لحاظ سے ہمیں

ہر سال دقت

محسوس ہوتی ہے۔ اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے۔ کہ لوگ باہر سے اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کو لکھ دیتے ہیں۔ کہ مکان چاہئیے اور وہ ان کے لئے انتظام کر لیتے ہیں۔ اور ان کے آرام کی خاطر جماعت کے آرام کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اس طرح کئی جگہیں محدود افراد سے رک جاتی ہیں۔ اور جن کے رشتہ دار یہاں نہ ہوں۔ ان کو جگہ ملنی مشکل ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے رشتہ داروں کو جگہ دینی ہو۔ انہیں بھی چاہئیے۔ کہ وہ منتظمین کے ذریعہ دیں۔ اس سے انہیں یہ بھی فائدہ ہوگا۔ کہ

مہمانوں کی خدمت

میں انہیں منتظمین کی طرف سے بھی مدد ملے گی۔ وہ کھانا پہونچائینگے پانی۔ روشنی وغیرہ کا انتظام کرینگے۔ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہوگا۔ کہ زائد جگہ وہ دوسرے مہمانوں کو دے کر اس سے فائدہ اٹھا سکینگے۔ اس لئے دوستوں کو چاہئیے۔ کہ پانچ چھ روز تکلیف اٹھا کر بھی مہمانوں کے لئے جگہ کا انتظام کریں۔ آخر مہمان بھی تو تکلیف اٹھاتے ہی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی بہت سے مہمان آتے ہیں۔ اور ہم ایک دو کمرے اپنے لئے رکھ کر سب مکانات ان کے واسطے خالی کر دیتے ہیں۔ اور بھی سینکڑوں گھروں میں مہمان آتے ہیں۔ جن کی خاطر وہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ دوسرے مکانوں والوں کو بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں۔

ایک نقص

یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ اپنے آرام کی خاطر کھانے کی پرچیاں زیادہ تعداد کے لئے لے لیتے ہیں۔ تاکہ بار بار کھانا نہ لانا پڑے۔ اس طرح کھانا ضائع ہوتا ہے۔ خواہ کھانا لانے کے لئے پھیرے دو بلکہ اس سے بھی زیادہ کرنے پڑیں دوستوں کو چاہئیے۔ کہ اتنا ہی کھانا لیں۔ کہ جو باقی نہ بچے۔ اور ضائع نہ ہو۔

پھر ان لوگوں کے سوا جو کسی طرح اپنے کاروبار جلسہ کے ایام میں چھوڑ نہیں سکتے۔ مثلاً دکاندار وغیرہ۔ باقی سب کو چاہئیے۔ کہ جلسہ کا کام کریں۔ بلکہ ایسے لوگ بھی کچھ نہ کچھ وقت دے سکتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ

ان کے کام میں برکت

دے گا۔ پھر

مہمانوں کے ساتھ اخلاق

سے پیش آنا چاہئیے۔ کھانا تقسیم کرنے والوں کو چاہئیے۔ کہ کسی سے بدسلوکی نہ کریں تا کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ یہ نہیں چاہئیے کہ کوئی دوست آیا۔ تو اسے جلد دیدیا۔ اور ناواقف جو گھنٹہ بھر سے کھڑا ہو۔ اس کی پرواہ نہ کی جائے۔ اس سے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ یہاں بھی کام دیانتداری سے نہیں ہوتا۔ پھر

باہر کے دوستوں کو

چاہئیے۔ کہ دوسرے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ایسے لوگوں میں سے ہر سال خدا کے فضل سے

سات آٹھ سو آدمی بیعت

کرجاتے ہیں۔ لیکن اب کے ایک دقت ہے یعنی رمضان جلسہ کے ایام میں ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ تو جانتے ہیں۔ کہ دینی کاموں کے لئے

رمضان کے چند روزے

ملتوی بھی کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو لانے میں یہ دقت ہوگی یہاں آتے تو وہی لوگ ہیں۔ جو دین سے مس رکھتے ہیں۔ اور وہ روزے رکھتے ہیں لیکن جو دین سے غافل ہیں۔ وہ آتے ہی نہیں پھر جو آئیں گے ممکن ہے دوسروں کو روزہ نہ رکھنے کی حالت میں دیکھ کر انہیں ٹھوکر لگے۔ انہیں کیا معلوم کہ کھانے والوں میں کون مقامی ہے اور کون بیمار یا مسافر یا معذور ہے۔ اور یہ ایک ایسا ابتلاء ہے۔ جو پہلی بار ہی پیش آئے گا۔ اس لئے جن لوگوں کو ساتھ لانے کے لئے تیار کیا جائے۔ چاہیئے۔ ساتھ کے ساتھ انہیں ان مسائل سے بھی آگاہ کر دیا جائے۔ اور ابھی سے انہیں سمجھانا شروع کر دیا جائے۔ تا یہاں آکر انہیں دقت نہ ہو

ایک حدیث

ہے۔ جو دراصل ابوسفیان کا قول تھا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ

جنگ ایک ترازو کی طرح

ہوتی ہے۔ جس کا کبھی ایک پلڑا بھاری ہوتا ہے۔ اور کبھی دوسرا اسی طرح ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ کبھی کم کبھی زیادہ۔ مگر ہمارا زور یہی ہونا چاہیئے۔ کہ ہر سال

زیادہ سے زیادہ ترقی

ہو۔ اور اگر کسی وجہ سے اس سال زیادہ لوگوں کو ہم شامل نہ کر سکے تو گو اسے اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت سمجھتے ہوئے ہم صبر کریں گے لیکن ندامت ضرور ہوگی۔ پس ابھی سے ہی اس کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ اور ان مسائل سے ان کو آگاہ بھی کرنے لگ جائیں۔ تعلیم یافتہ لوگوں کا لانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ ان کے چھٹی کے دن ہوتے ہیں۔ اور ان کے اندر تعصب بھی اس قدر نہیں ہوتا۔ ان کے طبقہ کے معززین انہیں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ان کو جلسہ یا مشاورت کے موقع پر ساتھ لانا بہت مفید ہو سکتا ہے۔ مگر اس طرف ہمارے

دوستوں کی توجہ

بہت کم ہے۔ بڑے لوگ اس کام میں بہت سست ہیں۔ چھوٹے طبقہ کے لوگ تو اپنے ساتھ دوسروں کو لے آتے ہیں۔ مگر

بڑے افسر یا تاجر یا زمیندار

اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہماری جماعت میں کم از کم سات آٹھ سو آدمی ایسے ہیں جو ملک میں معزز سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے طبقہ کے لوگوں کو ساتھ لے آئیں۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

پس یہ بھی ایک خاص کام ہے۔ جس کی طرف میں

جماعت کے بڑے لوگوں کو متوجہ

کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بڑے چھوٹے کا کوئی امتیاز نہیں۔ جو متقی ہو۔ وہ معزز ہے لیکن بہرحال یہ

دنیا میں ایک امتیاز

قائم ہے۔ اور اگر کوئی شیطان کا بچہ اپنا نام عبد الرحمٰن رکھ لے۔ تو بہرحال ہمیں اس کو اسی نام سے پکارنا پڑے گا۔ پس جو لوگ بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں ساتھ لاؤ۔ تا اللہ تعالیٰ ملک کے صنادید کے قلوب کی کھڑکیاں کھولے۔ اور انہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی متوجہ ہوں۔ اگر کوئی نواب احمدی ہو جائے۔ تو بے شک اس کی

تمام رعایا

ایمان نہیں لے آئے گی لیکن سو دو سو تو اس کی وجہ سے ضرور احمدی ہو جائیں گے۔

پس ہماری جماعت کے مجسٹریٹ۔ تحصیلدار بعض وہ جو ڈپٹی کمشنری کے منصب پر ہیں۔ اگر وہ اپنے طبقہ کے لوگوں کو ساتھ لائیں۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔ بڑے تاجر۔ بڑے زمیندار۔ ڈاکٹر۔ وکلاء بیرسٹر سب

اپنے اپنے دائرہ کے لوگوں کو

لائیں۔ تو سینکڑوں لوگ آسکتے ہیں۔ اور اگر وہ آدھا دن بھی جلسے میں بیٹھیں۔ تو اچھا اثر ہو سکتا ہے۔ چند دوست ایسا کرتے ہیں۔ مثلاً

چودھری ظفر اللہ خان صاحب

ضرور اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اور بھی بعض دوست ہیں۔ مگر ان کی تعداد محدود ہے۔ اں غرباء بہت لاتے ہیں۔ امراء تو بعض اوقات خود بھی سستی کر دیتے ہیں۔ اور یہی چیز ہے۔ جو انہیں غرباء سے پیچھے رکھتی ہے۔ اور غرباء اپنے آپ کو آگے بڑھا لیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غرباء کو

روحانی ترقی

کے بعض طریق بتائے۔ امراء نے بھی ان پر عمل شروع کر دیا۔ غریب صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا۔ کہ وہ بھی ایسا کرنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں خدا کے فضل کو کیسے روک سکتا ہوں۔ پس اگر امیر چاہیں۔ تو وہ بھی آگے بڑھ سکتے ہیں۔ مگر وہ خود اپنے رستے بند کر دیتے ہیں۔ اگر وہ ہمت کریں تو ہر سال جلسہ

تبلیغ کے دائرہ کو وسیع

کر سکتا ہے پس ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے بھائیوں سے سبق حاصل کریں۔ ان کی تعداد سات آٹھ سو ہے۔ اگر وہ ایک ایک دوست کو بھی ساتھ لائیں۔ اور ان میں سے سو دو سو ہی بیعت کرلے یا ان کا بغض دور ہو جائے۔ تو تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہو سکتا ہے

پس خطبہ کا یہ حصہ گو مختصر ہے مگر میں نے تمام ہدایتیں دے دی ہیں۔ اور

اصل چیز

تو یہی ہے۔ کہ یہاں کے اور باہر کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس بات کے لئے دعاؤں سے بہت کام لیں۔ کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے بہت سے لوگ جنت لینے آتے ہیں۔ مگر وہاں پر لڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور پھر روزہ دار تو اور بھی چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ اس لئے نفس کو زیادہ دبانا پڑے گا۔ باہر کے آدمیوں کو بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ

بھوکا شیر

زیادہ لڑتا ہے۔ اس لئے اگر روزہ دار سے کوئی نامناسب حرکت بھی ہو۔ تو درگذر کریں۔ گو اگر انسان اخلاص سے کام لے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسی توفیق عطا کر دیتا ہے۔ کہ

بھوکا آدمی

بھی پیٹ بھرے ہوئے آدمی کی طرح کام کر سکتا ہے۔

ایف۔ اے کا امتحان دینے والی احمدی طالبات

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ جو احمدی طالبات امسال ایف۔ اے۔ کے امتحان میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ وہ سنٹر کے خانہ میں قادیان کا نام درج فرمائیں۔ اب پھر اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مہربانی فرما کر اسبات کو خصوصیت سے مدنظر رکھا جائے۔ کہ درخواست امتحان کے فارم میں سنٹر قادیان ظاہر کیا جائے۔ کیونکہ قادیان ایف۔ اے کے واسطے زنانہ سنٹر منظور ہو گیا ہے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

دارالانوار کے حصہ داروں کی خدمت میں

دارالانوار کمیٹی کے حصہ داروں کو ان کے بقایا کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ احباب اپنی ماہوار قسط باقاعدہ ہر ماہ کی ۱۲ تاریخ تک دفتر محاسب میں جمع کرا دیا کریں۔ ورنہ مرجانہ ادا کرنا چاہیئے نیز جن احباب کو پچاس فیصدی سے زائد رقم ادا کرنی ہے۔ وہ اپنی زائد رقم ابھی سے ادا کرنے کی فکر فرمائیں۔ خاکسار سکرٹری دارالانوار کمیٹی آج کل ایک کام کے لئے دارالامان سے باہر ہے۔ اگر کسی دوست کی چٹھی کا جواب بروقت نہ مل سکے۔ تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے۔

(سکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان)

بیرونی ممالک کے نومبایعین سنہ ۱۹۳۳ء

نمبر	نام	مقام	ملک
۸۳۵	سکینہ	گولڈکوسٹ	افریقہ
۸۳۶	مریم	〃	〃
۸۳۷	ہادن لاجومک	نائیجیریا	〃
۸۳۸	ابوبکر جفیہ	〃	〃
۸۳۹	محمد جیموہ	〃	〃
۸۴۰	عبدالعزیز شیتو	〃	〃
۸۴۱	شکارت الذاہی	〃	〃
۸۴۲	مریم اشابی	〃	〃
۸۴۳	محمد جیمو ایکو	〃	〃
۸۴۴	صلاح الدین جیوا	〃	〃
۸۴۵	محمد سنی سلوکا	〃	〃
۸۴۶	زینت آدم	〃	〃
۸۴۷	زاریت لادل	〃	〃
۸۴۸	اشتاتو سینہلو	〃	〃
۸۴۹	نصرت سینہلو	〃	〃
۸۵۰	جمیت بالوگن	〃	〃
۸۵۱	زہیراتو بالوگن	〃	〃
۸۵۲	مراعت جیین	〃	〃
۸۵۳	حفصت فاکی	〃	〃
۸۵۴	رحمت جنبی	〃	〃
۸۵۵	اشاعت الب	〃	〃
۸۵۶	رحمت اجک	〃	〃
۸۵۷	ہاجی رت ایلک	〃	〃
۸۵۸	عبدالزاہی	لیگوس	〃
۸۵۹	نسانا فساسی	〃	〃
۸۶۰	عبدالزاہی	〃	〃
۸۶۱	محمد فساسی	〃	〃
۸۶۲	عبدالزاہی بالوگن	〃	〃
۸۶۳	محمد فساسی	〃	〃
۸۶۴	عبدالوہاب	〃	〃
۸۶۵	عبدالعزیز	〃	〃
۸۶۶	محمد سطہر	〃	〃
۸۶۷	محمد مختار	〃	〃
۸۶۸	موسیٰ اوڈیفسی	〃	〃
۸۶۹	ایشیا ڈایڈی کرٹی	〃	〃
۸۷۰	آدمی جالو ایڈیکٹ	نائیجیریا	افریقہ
۸۷۱	ابی یاتو زائیود	〃	〃
۸۷۲	منیرۃ الفقیہ	〃	〃
۸۷۳	رابعہ پرلاکوٹی	〃	〃
۸۷۴	مجتبیٰ سالک	امریکہ	
۸۷۵	عبدالحمید	〃	
۸۷۶	سعیدہ اکمل	〃	
۸۷۷	فاطمہ قدیر	〃	
۸۷۸	حمیدہ خانم	〃	
۸۷۹	لطفی یعقوب	〃	
۸۸۰	رابعہ ہارون	〃	
۸۸۱	امۃ الشکور	〃	
۸۸۲	فضل کریم	〃	
۸۸۳	مسز لطیفہ احمد	〃	
۸۸۴	صابرہ خاتون	〃	
۸۸۵	منصور حسین	〃	
۸۸۶	صدیق احمد	〃	
۸۸۷	محمودہ اکمل	〃	
۸۸۸	دین مصطفیٰ	〃	
۸۸۹	عزیز صادق	〃	
۸۹۰	اکبر مجیبہ	〃	
۸۹۱	حلیمہ غالب	〃	
۸۹۲	عسلی غالب	〃	
۸۹۳	عبدالسبحان	〃	
۸۹۴	مسز فضل رسول	〃	
۸۹۵	امینہ سبحان	〃	
۸۹۶	مسز الفت رحیم	〃	
۸۹۷	مریم بی بی	〃	
۸۹۸	رشیدہ خاتون	〃	
۸۹۹	مسز مریم رسول	〃	
۹۰۰	عائشہ رحمت	〃	
۹۰۱	مسز کریمہ داؤس	〃	
۹۰۲	دانیال فوبینا	گولڈکوسٹ	افریقہ
۹۰۳	موسیٰ	〃	〃
۹۰۴	موسیٰ	〃	〃
۹۰۵	سلیمان فوبینا	گولڈکوسٹ	افریقہ
۹۰۶	ابراہیم	〃	〃
۹۰۷	سارہ	〃	〃
۹۰۸	نوح	〃	〃
۹۰۹	آدم	〃	〃
۹۱۰	عسلی کوماسی	〃	〃
۹۱۱	اسماعیل فوبینا	〃	〃
۹۱۲	زینب فوبینا	〃	〃
۹۱۳	بکر	〃	〃
۹۱۴	اسماعیل	〃	〃
۹۱۵	سلیمان علی	سالٹ پانڈ	〃
۹۱۶	ہارون فوبینا	〃	〃
۹۱۷	ابراہیم	〃	〃
۹۱۸	موسیٰ	〃	〃
۹۱۹	احمد	〃	〃
۹۲۰	ایوب	〃	〃
۹۲۱	ابراہیم	〃	〃
۹۲۲	عبدو	〃	〃
۹۲۳	عثمان	〃	〃
۹۲۴	سارہ	〃	〃
۹۲۵	فاطمہ	〃	〃
۹۲۶	ابراہیم دنبیا	〃	〃
۹۲۷	ابراہیم	〃	〃
۹۲۸	امینہ	〃	〃
۹۲۹	جمیہ دنبیا	〃	〃
۹۳۰	موسیٰ	〃	〃
۹۳۱	ہادا	〃	〃
۹۳۲	ابراہیم	〃	〃
۹۳۳	سلیمان	〃	〃
۹۳۴	حسنہ	〃	〃
۹۳۵	سلیمان	〃	〃
۹۳۶	ہادا	〃	〃
۹۳۷	زینب	〃	〃
۹۳۸	ایوب	〃	〃
۹۳۹	اسماعیل	〃	〃
۹۴۰	ابراہیم	〃	〃
۹۴۱	ہادا	〃	〃
۹۴۲	امینہ	〃	〃
۹۴۳	مریم	〃	〃
۹۴۴	سارہ دنبیا	گولڈکوسٹ	افریقہ
۹۴۵	فاطمہ	〃	〃
۹۴۶	حلیمہ	〃	〃
۹۴۷	ابراہیم	〃	〃
۹۴۸	یااسے عبداللہ اشانتی	〃	〃
۹۴۹	ابراہیم	〃	〃
۹۵۰	عباس	سالٹ پانڈ	〃
۹۵۱	براہیمہ	کیپ کوسٹ	〃
۹۵۲	صالحہ سابلاماگو	سالٹ پانڈ	〃
۹۵۳	نعیمہ احمد	〃	〃
۹۵۴	آدم	〃	〃
۹۵۵	براہیمہ	〃	〃
۹۵۶	یونس ملے سمپسن	〃	〃
۹۵۷	آدم	〃	〃
۹۵۸	ادوزاہادا دنبیا	〃	〃
۹۵۹	امیرہ فاطمہ	سالٹ پانڈ	〃
۹۶۰	آدم	〃	〃
۹۶۱	عیسیٰ دنبیا	〃	〃
۹۶۲	محمد	〃	〃
۹۶۳	عیسیٰ	〃	〃
۹۶۴	عثمان	〃	〃
۹۶۵	زم عباس	〃	〃
۹۶۶	اُم	〃	〃
۹۶۷	دا	〃	〃
۹۶۸	میم	〃	〃
۹۶۹	ابّد	〃	〃
۹۷۰	نعمہ	〃	〃
۹۷۱	مریم	〃	〃
۹۷۲	ہادا	〃	〃
۹۷۳	سعید	〃	〃
۹۷۴	عبداللہ	〃	〃
۹۷۵	محمد	سالٹ پانڈ	〃
۹۷۶	آدم	〃	〃
۹۷۷	محمد	〃	〃
۹۷۸	عیسیٰ	〃	〃
۹۷۹	سعیدہ	〃	〃
۹۸۰	یوسف	〃	〃
۹۸۱	آدم	〃	〃
۹۸۲	فاطمہ	〃	〃

(باقی)

قادیان میں سکنی اراضی خریدنے کا بہترین موقعہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عموماً سکنی اراضی کی قیمت میں تخفیف کردیجاتی ہے چنانچہ اس دفعہ بھی جلسہ کے موقعہ پر قیمتیں تخفیف شدہ رہیں گی۔ اور یہ تخفیف یکم دسمبر سے لیکر ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک رہیگی پس احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور جلسہ پر آتے ہوئے اپنی اپنی جگہ سے فیصلہ کر کے آئیں۔ کہ کس قدر اور کس حصہ میں زمین درکار ہے۔ عام قطعات میں نصف کنال سے کم اور بڑی سڑکوں کے اوپر دو کنال سے کم کا قطعہ فروخت نہیں ہوگا۔ سوائے ایسی صورتوں کے جن میں کسی قطعہ کی صورت خاص ہو قیمتیں ہر موقعہ کیلئے علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں۔ جنمیں کمی بیشی نہیں ہوگی۔ اس وقت محلہ جات دارالبرکات (بالمقابل ریلوے اسٹیشن) اور دارالرحمت میں اچھے اچھے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے متفرق قطعات اور مکانات بھی قابل فروخت موجود ہیں۔ فقط

والسلام۔ المعلن۔ خاکسار۔ مرزا بشیر احمد ایم اے۔ ۱۸/۱۱/۳۳

فن خیاطی پر بہترین تصنیف

جس کو ایک احمدی نے احمدیوں کے لئے تیار کیا ہے فن خیاطی پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جس کا نام مجموعہ حیات خیاطاں ہے جسکو پڑھ کر ہر ایک شخص فن خیاطی کی حقیقت کو پا سکتا ہے۔ اور اس کتاب کا گھر گھر میں ہونا بہت مفید ہوگا۔ اس کتاب سے نہ صرف درزی ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ ہر عام و خاص کے لئے بھی مفید ہے قیمت دو روپیہ ۲/۸ اس کتاب کا مرتب انگلستان میں علاوہ ماسٹر کٹر ہو کر کئی سال کامیابی سے کام کر چکا ہے۔

ملنے کا پتہ۔ سلکے ڈپو۔ ۸۳ مال روڈ لاہور۔

عید آرہی ہے

عید کے لئے پانچ روپیہ فی صدی کی خاص رعایت احمدیوں کے لئے۔ اس زریں موقعہ سے فائدہ نہ اٹھانا قسمت کی ناجائز شکایت ہے۔ امریکن سیکنڈ ہینڈ کوٹ اور خوشنما کٹ پیس۔ عمدہ عمدہ خوبصورت ڈیزائن کی امریکن جینٹ۔ خوبصورت مردوں جیبی گھڑی۔ وائل۔ پاپلین۔ نکٹائیاں۔ دھاریدار پھول عورتوں مردوں کے لئے عید میں کار آمد کپڑے بنانے کا موجود ہے۔ جلد آرڈر دیں۔ تاخیر سے پہلے کپڑا ختم ہو جائے۔ لسٹ مفت منگائیں

المشتہر۔ دی۔ ڈیچ کمرشل کمپنی بمبئی نمبر ۸

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کرنے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب بالمجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلانے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت مع محصول صرف ایک

مینیجر شفاخانہ دلپسند زیر سلانوالی ضلع سرگودھا

مشینیں اور عمدہ آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی ہیٹ ہل۔ بیل۔ بجلی یعنی خراس۔ چارہ کترنے کی مشینیں۔ فلور ملز۔ چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشین وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم اے رشید اینڈ سنز انجنیئرز بٹالہ۔ پنجاب

ضرورت رشتہ

ایک سید خاندان لڑکی کے واسطے رشتہ کی ضرورت۔ خط و کتابت میرے نام ہو۔

مفتی محمد صادق۔ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

روس اور افغانستان کی سرحد پر کابل سے ۲ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ایک سرحدی چوکی قائم کی گئی ہے۔ نیز تاجدار افغانستان نے ایک شاہی فرمان کے ذریعہ اعلان کیا ہے۔ کہ افواج میں تمغہ جات تقسیم کئے جائیں گے۔ اور جبری فوجی ملازمت کا سلسلہ بدستور سابق جاری رہیگا۔

نوجیون پریس جس میں گاندھی جی کا اخبار ینگ انڈیا اور نوجیون چھپتے تھے۔ احمد آباد سے یکم دسمبر کی اطلاع کے مطابق فروخت کر دیا گیا ہے۔

لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ فوجی کمیشن جو گذشتہ دنوں انگلینڈ میں کام کرتا رہا ہے۔ اس کی رپورٹ مکمل ہو چکی ہے اور کرسمس سے پہلے شائع ہو جائے گی۔

واشنگٹن سے ۲ دسمبر کی اطلاع ہے۔ کہ ماہ ستمبر میں امریکہ میں بے روزگاروں کی تعداد ایک کروڑ ۱۰ لاکھ ۷۶ ہزار تھی جو ماہ اکتوبر میں گھٹ کر ایک کروڑ ۷۶ ہزار رہ گئی۔

ڈبلن سے ۲ دسمبر کی اطلاع ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے ½۳ فیصدی سالانہ سود پر ۶ لاکھ پونڈ قرضہ دیا جائے۔ جو ۱۹۵۰ء میں واجب الادا ہو۔

مولوی رفیع احمد قدوائی جنرل سکرٹری آل انڈیا مسلم نیشنلسٹ پارٹی نے یکم دسمبر اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا۔

لنکاشائر کے ایک نمائندہ نے ۲۹ نومبر کو ہاؤس آف کامنز میں یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ گورنمنٹ اس بات کا اعلان کر دے۔ کہ اگر جاپان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ تو برٹش گورنمنٹ فوراً انگلینڈ اور ایمپائر کی تمام منڈیوں میں جاپانی مال کی درآمد کو کم کرنے کے لئے عملی کارروائی کرے گی۔ اور اگر ضروری ہوا۔ تو ان تمام معاہدہ جات کو بھی منسوخ کر دیگی جو اس رستہ میں روک ثابت ہونگے۔ یہ تحریک بغیر ووٹ لئے پاس ہو گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ۱۵ دسمبر کو لکھنؤ میں منعقد ہوگا۔ جس میں فلسطین کی موجودہ حالت اور بعض دیگر مسائل پر غور کیا جائے گا۔

میونسپل کمیٹی لاہور کے اجلاس منعقدہ یکم دسمبر میں سال رواں کے محصول چونگی کی آمدنی میں ۷۵ ہزار روپیہ کا اضافہ دکھایا گیا ہے۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ حسن کارکردگی کے صلہ میں افسران کو اعلیٰ درجہ کے سارٹیفکیٹ اور ملازمین کو دوم درجہ کی سندات دی جائیں۔

اسمبلی میں یکم دسمبر کو سرہیری ہیگ نے بتایا۔ کہ ماہانہ انگریزی رسالہ "نیو ایشیا" جو ٹوکیو میں مسٹر راس بہاری بوس کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ اس کا ہندوستان میں داخلہ قانونی طور پر بند کر دیا گیا ہے۔

وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن یکم دسمبر کو حیدر آباد سے میسور کو روانہ ہو گئے۔ راجہ صاحب میسور۔ سر مرزا اسمٰعیل دیوان اور دیگر اعلیٰ حکام نے میسور ریلوے سٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔

آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا دوسرا سالانہ اجلاس ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ دسمبر بمقام میرپور منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب صدارت کے فرائض سرانجام دینگے۔

شاہ سیام کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہ عنقریب پایہ تخت بنکاک میں واپس آکر ۱۰ دسمبر کو نئی اسمبلی کا افتتاح کرینگے۔ ملک میں بغاوت پھیلنے کے وقت سے شاہ و ملکہ دونوں اب تک سنگورا میں مقیم رہے ہیں۔

برطانیہ کی ہوائی طاقت پر ۳ نومبر کو دارالعوام میں بحث ہوئی۔ لارڈ لنڈن ڈیری نے کہا۔ کہ جنگ عظیم کے بعد برطانیہ اول درجہ کی ہوائی طاقت تھی۔ مگر اب وہ پانچویں درجہ پر ہے فرانس کے پاس ۱۶۵۰۔ روس کے پاس ۱۴۰۰ سے ۱۵۰۰ تک۔ امریکہ کے پاس ایک ہزار سے ۱۱ سو تک۔ اطالیہ کے پاس ایک ہزار مگر برطانیہ کے پاس صرف ۸۵۰ ہوائی جہاز ہیں۔ یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ ہر ایک یورپین طاقت کے ہوائی جہاز لنڈن پر بم گرا کر صحیح و سلامت واپس جا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر قصبہ کی حفاظت کے لئے مکمل انتظام ہونا چاہئے۔

لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ تین ماہ کے دوران میں نوے ہزار روئی کے گٹھے جہازوں میں جاپان کو روانہ کئے گئے۔ مگر جاپان کے سوت کاتنے والوں کی فیڈریشن نے یہ کہہ کر مال نہیں لیا۔ کہ جاپان نے بدستور ہندوستانی روئی کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔

نازی گورنمنٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس کے ماتحت نازی تحریک کو گورنمنٹ کا ایک ضروری جزو بنا دیا گیا ہے نیز جرمنی کو سو فیصدی نازی بنانے اور لوگوں میں فوجی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے ہر طالب علم کے لئے نازی سپاہی بننا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

بمبئی سے یکم دسمبر کی اطلاع ہے کہ بہار، مہاراشٹر اور مدراس میں اس وقت گاندھی جی کی ڈکٹیٹرشپ کے خلاف ایک مؤثر تحریک جاری ہے۔ ایک میموریل پر دستخط کرائے جا رہے ہیں جسے آل انڈیا کانگرس کمیٹی میں پیش کیا جائیگا۔ اس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ گاندھی جی کی ڈکٹیٹرشپ اب منظور نہیں کی جا سکتی۔

مس نیلا ناگنی جو اس وقت میڈن ہوٹل دہلی میں مقیم ہے۔ اس نے ۲ دسمبر کو پولیس کے پاس رپورٹ کی ہے۔ کہ اس کی چالیس ہزار ڈالر کا ایک چیک (یعنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ) سونے کی انگوٹھیاں۔ ایک گھڑی اور دیگر کئی اشیاء چوری ہو گئی ہیں۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

ڈیلی ایکسپریس اور ڈیلی ہیرلڈ لنڈن لکھتے ہیں۔ کہ برطانیہ کے وزیر نو آبادیات عنقریب مسٹر ڈی ولیرا کو یہ نوٹس دینے والے ہیں۔ کہ اگر آئرش فری سٹیٹ نے برٹش ایمپائر کے ساتھ اپنے تمام تعلقات منقطع کر لئے۔ جیسا کہ کوشش کی جا رہی ہے تو اس صورت میں آئرلینڈ کے باشندوں کو ان تمام حقوق سے محروم کر دیا جائے گا۔ جو انہیں برٹش ایمپائر کے شہریوں کی حیثیت سے حاصل ہیں۔ اور ان کے ساتھ غیر ملکیوں جیسا سلوک کیا جائیگا۔

مسٹر پٹیل کے متعلق مسٹر گوردھن نے بمبئی سے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ وہ اپنی آخری وصیت کے رو سے ایک لاکھ روپیہ ہندوستان کی سیاسی ترقی کے لئے وقف کر گئے ہیں۔ ان کی خواہش تھی۔ کہ اس روپیہ کو غیر ممالک میں ہندوستان کے حق میں پروپیگنڈا پر خرچ کیا جائے۔

پنجاب یونیورسٹی کا ۵۷ واں سپیشل کانووکیشن ۴ دسمبر کو یونیورسٹی ہال میں منعقد ہوا۔ ہال کے اردگرد اور سامنے کی سڑک پر باوردی پولیس کا زبردست پہرہ تھا۔ کانووکیشن کارڈوں کی پوری طرح نگہداشت کی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ چند ہائیکورٹ کے ججوں اور ذی عزت شہریوں کے کارڈوں کی بھی پولیس نے دیکھ بھال کی۔ اس تقریب پر گورنر پنجاب نے سر فضل حسین اور سر شادی لال کو ڈاکٹر آف لاز کی ڈگری۔ سر سکندر حیات خاں اور سر سندر سنگھ مجیٹھیہ کو ڈاکٹر آف انڈسٹیل لرننگ اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کو ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری دی۔

نئی دہلی سے ۴ دسمبر کی اطلاع ہے کہ جنوری ۱۹۳۴ء میں رنگون اور دہلی میں انڈین سول سروس کا جو امتحان ہوگا اس کے نتیجہ کے طور پر تین ہندوستانیوں اور تین برمیوں کو انڈین سول سروس میں لیا جائیگا۔

روئی کا نرخ امرتسر میں ۴ دسمبر کو حسب ذیل تھا۔ کپاس ۴ روپے ۸ روئی ۱۰ روپے ۴ ونولے ا روپیہ ۱۲ ۲ پائی۔

قونصل جنرل افغانستان متعینہ دہلی کو کابل سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ نادر شاہ کے قاتل عبدالخالق کے بیان کے مطابق اس کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جنہوں نے اقرار جرم کر لیا ہے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی